JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 16, Issue: 01, Jul – Dec 2022

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

عقائد الوہیت: حواشی تفاسیر کی کلامی تعبیرات کا تقابلی مطالعہ

Monotheism: an analytical study of theological interpretations in brief exegeses

Dr. Fariha Anjum*

Lecturer, Lahore College for women university, Lahore.

ABSTRACT

Monotheism is the base of man's life. our religion is based on this basic theology, so, unless the beliefs are built on the right foundation, we cannot act in the right way. This article is based on analytical study of Urdu brief exegeses written in twentieth century. It presents the theological interpretation of ayah regarding monotheism and proves the distinction and truthfulness of Islam amongst all religions. It also condemns the false beliefs promoted in that era. These brief exegeses are the important source of diversity of arguments on contemporary theological issues and persuading the true beliefs in the context of monotheism. It also motivates the person to adopt good deeds. In short, brief exegeses have a vital role in promoting true beliefs according to Quran and negate the invalid customs and traditions

Keywords: *Beliefs of divinity, brief exegeses, theological interpretations, refutation of false beliefs,*

تمہید

اللہ اپنی قدیم ذات اور صفات کے ساتھ موجود ہے اور اس کے سوا تمام اشیاء اسی کی ایجاد سے وجود میں آئیں۔ اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ کائنات یعنی زمین و آسمان، چاند سورج، جن انسان، حیوان اور فرشتوں وغیرہ کا پیدا کرنے والا کوئی ضرور موجود ہے۔ اسی کو اللہ و خالق کہتے ہیں۔ علامہ صدرالدین اصلاحی اس حوالے سے فرماتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے وجود پر یقین رکھا جائے، اسے ان تمام اچھی صفات سے، جن کی وضاحت قرآن اور صاحب قرآن نے فرمادی ہے، پوری طرح متصف مانا جائے اور ان اختیارات و حقوق کو اسی کے لیے مخصوص سمجھا جائے جو ان صفات کے لازمی تقاضے ہیں۔ (1) علم الکلام وہ علم ہے جو عقائد ایمانیہ پر عقلی دلائل پیش کرتا ہے اور جو بدعتی عقائد میں سلف اور اہل سنت سے پھر گئے ہیں ان کی تردید کرتا ہے۔ [2] جب شارع نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس خالق پر ایمان لائیں جس نے تمام افعال اپنی طرف لوٹائے جو کائنات کا موجد ہے اور تنہا اسی پر ایمان لانا واجب ہے اور ہمیں یہ بھی جتا دیا کہ اس ایمان میں زندگی بعد الموت کے بعد ہماری نجات موقوف ہے۔ ہمیں اس خالق کی حقیقت و ماہیت نہیں بتائی کیونکہ وہ ہمارے علم و ادراک سے باہر ہے۔ اس

CC BY

لیے اس نے ہمیں پہلے تو یہ حکم دیا کہ ہم اس ذات اقدس کا اعتقاد رکھیں کہ وہ مخلوق کے مشابہ نہیں پھر یہ کہ صفات ناقصہ سے پاک وبرتر سمجھنے کا عقیدہ رکھیں ورنہ اس کی مخلوق سے مشابہت آئے گی۔ پھر اس کے توحید کا عقیدہ مانیں کہ وہ ایک ہے اور یہ بھی کہ وہ مرنے کے بعد ہمیں زندہ کرے گا۔ مزید یہ کہ حق تعالیٰ نے انبیاء کرام بھیجے تاکہ دنیاوی واخروی زندگی اور بعث بعد الموت کے حقائق واضح کر سکیں۔ جنت وجہنم کا تصور واضح کر سکیں۔

یہ وہ تمام بنیادی ایمانی عقائد ہیں جن پر عقلی دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں۔ ان پر قرآن وسنت سے عقلی دلائل تو بے شمار ہیں۔ سلف انہیں دلائل سے ان عقائد کو مانتے تھے۔ مگر بعد میں ان عقائد کی تفصیلات میں اختلاف پیدا ہو گیا جن کا زیادہ تر منشا متشابہہ آیات ہیں۔ ان سے علماء میں جھگڑوں، مناظروں اور عقلی استدلالات کی بنیاد پڑی اور زیادہ سے زیادہ نقلی استدلال کی بھی۔ اسی سے علم الکلام نے جنم لیا۔ کچھ ایسے فرقے وگروہ سامنے آئے جنہوں نے بدعات کو رائج کیا۔ نئی نئی تاویلات واستدلالات نکالیں۔ ایسے ماحول میں ارباب کلام سامنے آئے جنہوں نے عقائد ایمانیہ، جو کہ علم الکلام کا بنیادی موضوع ہے، پر بدعات کی جڑ کاٹی۔ شکوک زائل کیے۔ علمائے اہل سنت نے کافی وشافی جواب دیا۔ ان کی تردید میں بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔ عقائد ایمانیہ پر آیات مبارکہ کے ضمن میں مفسرین کرام نے بھی تفصیلات دیں اور ساتھ ساتھ باطل گروہوں کے باطل عقائد کی تردید بھی کی۔ مفسرین کرام نے ہر دور میں لکھی جانے والی تفاسیر میں آیات مبارکہ کی کلامی تعبیرات بھی کیں اور ان دور میں پائے جانے والے اشکالات کا جائزہ بھی لیا۔

اس مقالہ میں بیسویں صدی کی آٹھ مختصر معاصر تفاسیر کی کلامی تعبیرات کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

جن میں **تفسیر عثمانی**۔ علامہ عثمانی (1949م) نے اپنی تفسیر میں معاشرتی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے اور معاشرے کی خرابی خواہ وہ اخلاقی ہو یا کوئی غلط رسم ورواج، اس کی بیخ کنی کرتے نظر آتے ہیں۔

تفسیر ماجدی۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی (1977م) کی تفسیر کا بنیادی موضوع مطالعہ مذاہب ہے یہ تفسیر دین اسلام کے اثبات، اس کے امتیازات اور باطل عقائد کی تردید، باطل فرقوں اور رسم ورواج کی تردید کے لیے خاص نظر آتی ہے۔

خزائن العرفان۔ علامہ نعیم الدین مراد آبادی (1948م) کی تفسیر ہے، جس کا خاصہ فقہی احکام کا استنباط ہے اس کے ساتھ ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واعمال اور اقوال صحابہ کی روشنی میں تفسیر کرتے ہیں۔

اشرف الحواشی۔ شیخ محمد عبدہ (1999م) کی تفسیر بڑے فوائد کی حامل مختصر تفسیر ہے۔ صرف اس حد تک آیت مبارکہ کا مفہوم بیان کرتے ہیں اور اس کی تفسیر دیتے ہیں جتنی عام قاری کو پڑھنا آسان ہو سکے۔

احسن البیان۔ حافظ صلاح الدین یوسف کی یہ تفسیر آیات واحادیث مبارکہ سے تفسیر میں ممتاز ہے اور باطل وگمراہ فرقوں کی تردید بھی پائی جاتی ہے۔

توضیح القرآن (آسان ترجمہ قرآن)۔ مولانا تقی عثمانی نے ائمہ سلف کے طریقے کو اپناتے ہوئے تفسیر القرآن بالقرآن سے تفسیری فوائد بیان کیے ہیں۔

تیسیر الرحمن لبیان القرآن۔ڈاکٹر محمد لقمان السلفی کی یہ تفسیر دیگر مختصر تفاسیر کی نسبت قدرے مفصل ہے۔استنباط احکام اس کا خاصہ ہے۔

فیوض القرآن۔علامہ حامد حسن بلگرامی کی یہ تفسیر مختصر حواشی مگر اہم نکات کی حامل ہے،شامل ہیں۔یہ تمام تفاسیر اپنے اپنے تخصصات کے ساتھ ساتھ کلامی تعبیرات کے مطالعے اور استنباط کے لیے بھی اہم ہیں کسی نے کم اور کسی نے زیادہ، بہر طور ہر ایک میں احکام کا استنباط نظر آتا ہے۔ان کی کلامی تعبیرات کے تقابلی مطالعہ کے ذریعے اجتماعیت انسانی کے مثبت و مفید ماحول پر منفی اثرات مرتب کرنے والے اعمال کو سرشت انسانی پر غلبہ پانے کے پہلوؤں کا احاطہ کیا جائے گا۔

اس مطالعے کا مفید پہلو یہ ہو گا کہ مفسرین کرام نے قرآن مجید کے علمی معارف کو تربیت انسانی کے لیے ممد و معاون بنانے میں جو منفرد کام کیا ہے، اس سے استفادہ کیا جائے گا۔اس مقالہ میں ان آیات کو بیان کیا جاتا ہے جو عقائد ایمانیہ کی کلامی تعبیرات سے متعلق ہیں۔ان آیات کی کلامی تعبیرات کے تقابل سے منتخب مفسرین کرام کا رجحان بخوبی واضح ہوتا ہے۔

نقلی اور عقلی دلائل

منتخب مفسرین کرام اپنی تفاسیر میں ائمہ سلف کے انداز کو اپناتے ہوئے کلامی تعبیرات میں نقلی دلائل بیان کرتے ہیں۔اپنی رائے کی تائید میں احادیث مبارک کے حوالے دیتے ہیں۔مثال کے طور پر:

﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰـهُنَا وَاِلٰـهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾[3]

اس آیت مبارکہ میں اہل کتاب سے مجادلہ و مناظرہ کی صورت و طریقہ بیان کیا گیا ہے۔منتخب مفسرین کرام نے مختصر اًوضاحت کرتے ہوئے مدلل پیرایہ میں اللہ کی وحدانیت کو ثابت کیا ہے۔فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبیؐ اور مسلمانوں کو بھی یہ تعلیم دی ہے کہ آئندہ دعوتی زندگی میں جب بھی آپ کا واسطہ اہل کتاب سے پڑے تو ان کے ساتھ بات کرتے وقت نرم اور شیریں انداز گفتگو اختیار کیجیے شاید کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہوں کیونکہ بہر حال ان کا معبود اور ہمارا معبود اصلی ایک ہی ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے اس ایک معبود سے ہٹ کر اوروں کو شامل کر لیا جیسے عیسائی نے حضرت مسیحؑ کو یا حضرت عزیرؑ یا احبار ورھبان کو۔اور ہم تنہا اسی کے حکم پر چلتے ہیں۔گویا پروردگار عالم کی توحید اور اس کی عبادت تو ہم تم میں مشترک ہے۔[4]

اسی سے شیخ محمد عبدہٗ اور حافظ صلاح الدین یوسف فرماتے ہیں کہ پہلی کتابوں کے متعلق اجمالی طور پر یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور یہ کہ یہ شریعت اسلامیہ کے قیام اور بعثت محمدیہؐ تک شریعت الٰہیہ تھیں یعنی اب عمل صرف قرآن و حدیث پر کیا جائے گا۔[5] گویا معبود واحد ہی ہے جس نے سبھی شریعت کو نازل کیا۔چند منتخب مفسرین عظام حدیث مبارکہ بھی اس ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ اگر اہل کتاب ایسی خبریں بیان کریں جس کا پتہ نہ ہو کہ وہ سچی ہیں یا جھوٹی تو فرمایا: ((لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوهم وقولوا اٰمنّا))[6]یعنی اگر وہ مضمون انہوں نے غلط بیان کیا تو اس کی تصدیق کے گناہ سے تم بچے رہو گے اور اگر مضمون صحیح تھا تو تم اس کی تکذیب سے محفوظ رہو گے۔[7]

مولانا تقی عثمانی اور ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی نے اس موضوع پر بات نہیں کی۔

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۲۹﴾[8]

اس آیت مبارکہ کی تفسیر منتخب مفسرین کرام نے مختلف انداز سے بیان کی ہے۔ بعض نے مختصر بات کی ہے اور بعض مفسرین نے تفصیل سے آیت کے ہر پہلو کو بیان کیا ہے۔ جبکہ بعض صرف سرسری بات کر کے آگے گزر گئے ہیں۔ جہاں تک اس آیت مبارکہ کے ضمن میں کلامی تعبیرات کا تعلق ہے تو مفسرین کرام نے زمین و آسمان کی تخلیق پر بات کی ہے۔ آیت مبارکہ کے حصے ﴿ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ﴾ کی وضاحت شیخ محمد عبدہٗ اور حافظ صلاح الدین یوسف دونوں ایک جیسی ہی بیان فرماتے ہیں:

> آسمانوں پر عرش پر چڑھ جانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور صفات الٰہیہ کے بارے میں سلف تاویل کے قائل نہیں بلکہ ان کے ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں یعنی تاویل و کیفیت بیان کیے بغیر ایمان رکھنا ضروری ہے۔[9]

ڈاکٹر لقمان سلفی نے بھی لفظ استوی کی صرفی و نحوی وضاحت کرتے ہوئے معنی ضرور متعین کیے ہیں مگر عرش کی کیفیت پر بات نہیں کی۔[10] جبکہ علامہ ماجدی نے استوی کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے تفسیر مظہری کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ صاحب تفسیر مظہری نے ایک حدیث سے استنباط کر کے لکھا ہے کہ عرش اور اس کے اندر جتنے سماوات ہیں سب کُروی ہیں اور عرش زمین کے اطراف کو محیط ہے۔[11] اس کے بعد سبھی منتخب مفسرین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمین کی تخلیق آسمان سے پہلے ہوئے اور جس طرح آسمان کی تعداد سات بتائی ہے اسی طرح زمین کی تعداد بھی سات ہے۔ اس ضمن میں احادیث مبارکہ بھی بیان فرمائی ہیں۔ مفسرین کے مطابق آسمان ایک حسی وجود ہے ایک حقیقت ہے محض سماء سے مراد بلندی ہی نہیں۔[12] علامہ ماجدی فرماتے ہیں کہ قدیم اہل ہیئت نے سات آسمانوں سے مراد سات مشہور سیاروں کے مدار لیے ہیں یعنی کرۂ قمر، کرۂ عطارد، کرۂ زہرہ، کرۂ شمس، کرۂ مریخ، کرۂ مشتری، کرۂ زحل[13] گویا آسمان و زمین کی تعداد مفسرین کرام کے مطابق سات ہی ہے جو قرآن و احادیث سے ثابت ہے اور زمین کی تخلیق بھی آسمان سے پہلے ہوئی۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے۔[14] علامہ نعیم الدین مراد آبادی نے اس آیت مبارکہ کی وضاحت دوسرے باقی مفسرین سے بالکل مختلف کی ہے۔ وہ آسمان و زمین کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کے مولیٰ کُل ہونا ثابت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

> "یہ خلقت و ایجاد اللہ تعالیٰ کے عالم جمیع اشیاء ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ایسی پر حکمت مخلوق کا پیدا کرنا بغیر علم محیط کے ممکن متصور نہیں۔ مرنے کے بعد زندہ ہونا کافر محال جانتے تھے ان آیتوں میں ان کے بطلان پر قوی برہان قائم فرما دی کہ جب اللہ تعالیٰ قادر ہے عالم ہے اور ابدان کے مادے جمع و حیات کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں تو موت کے بعد حیات کیسے محال ہو سکتی ہے۔"[15]

اسی طرح علامہ ماجدی اس آیت مبارکہ سے مختلف نکتہ نظر بیان کرتے ہیں کہ انسان کو مخاطب کیا جارہا ہے کہ تم تو خود ہی ساری کائنات ارضی کے مقصود و مطاع ہو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم کسی اور مقصود کو بنالو۔ یہ آیت ہر قسم کے شرک، ہر قسم کی مخلوق پرستی کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔[16]

یہ آیات نقلی دلائل کی بخوبی تائید کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل کا بیان بھی نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر:

﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾[17]

اس آیت مبارکہ کی تفسیر منتخب مفسرین کرام نے ضروری دلائل کے ساتھ اختصار کے ساتھ بیان کی ہے۔ ساتھ ہی ان مفسرین نے متکلمین کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے اس پر تفصیلی بحثیں اپنی کتابوں میں بیان کی ہیں۔ یہاں مفسرین کرام نے تفسیری حواشی کے فوائد کو مد نظر رکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ آیت توحید کی قوی ترین دلیل ہے۔ ایک برہان قاطع ہے۔ عقلی طور پر توحید باری تعالیٰ کو ثابت کیا گیا ہے۔ ایک عام فہم دلیل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے اثبات اور قادر مطلق ہونے کو ثابت کیا گیا ہے۔ وہ دلیل یہ ہے کہ اگر ایک سے زیادہ معبود ہوتے تو ضرور فساد و بگاڑ پیدا ہو جاتا۔ یعنی اگر کائنات کو چلانے والے ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو دونوں کا ارادہ و شعور اور مرضی کارفرما ہوتی۔ دونوں ایک ہی شان کے ہوتے۔ اگر کائنات کی تخلیق ان کے کلی اتفاق سے ہوتی تو دو احتمال ہوتے۔ ایک یہ کہ دونوں مل کر انتظام کرتے تو پھر دونوں کی کاملیت ممکن نہ ہوتی اور اگر ایک سارے عالم کا تنہا انتظام کرتا تو دوسرا بے کار ٹھہرا۔ اسی لیے وہ خدا نہ کہلا سکتا اور اگر اختلاف ہوتا تو وہ خدا نہ رہا۔ لہٰذا خداؤں کی اس مرضی کے تصادم میں نتیجہ ابتری و فساد کی صورت میں رونما ہوتا اور اب تک ایسا نہیں ہوا تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ واحد ہے جس کی ارادہ و مشیت سے سب کچھ چل رہا ہے۔[18]

مفسرین کرام کے مطابق متکلمین نے اس آیت کو برہان تمانع کا نام دیا ہے۔[19] مولانا تقی عثمانی نے اس بات کو اس ایک دلیل کے علاوہ ایک اور دلیل اور مثال سے بھی ثابت کیا ہے کہ جو لوگ زمین و آسمان کے الگ الگ خدا مانتے ہیں ان کا یہ عقیدہ بالکل باطل ہے کہ مشاہدے سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ پوری کائنات ایک ہی مربوط نظام میں بندھی ہوئی ہے۔ چاند، سورج اور ستاروں سے لے کر دریاؤں، پہاڑوں اور زمین کی نباتات اور جمادات تک سب میں ایک ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان سب کو ایک ہی ارادے، ایک ہی مشیت اور ایک ہی منصوبہ بندی نے کام پر لگا رکھا ہے۔[20] اس استدلال کی طرف علامہ ماجدی نے بھی اشارہ کیا ہے۔[21]

﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ مَّاۗءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾[22]

اس آیت مبارکہ میں منتخب مفسرین کرام کے مطابق دلائل توحید بیان کیے گئے ہیں۔ مفسرین کرام نے اس ضمن میں بہت لمبی تفصیلات نہیں بیان کیں بلکہ حواشی تفسیر کے فوائد کا لحاظ کرتے ہوئے ان دلائل کا مقصود واضح کیا ہے کہ زمین و آسمان کے سارے کارخانے خود اس کی دلیل ہیں کہ نہ یہ اپنے آپ وجود میں آسکتے ہیں اور نہ باقی رہ سکتے ہیں جب تک کہ کوئی ذی شعور،

صاحب ارادہ، قادر مطلق ہستی ان کی صانع و خالق نہ ہو۔ یعنی آسمان کی بلندی، اس کی وسعت، شمس و قمر اور ستاروں کی دنیا، زمین کی پستی، اس کا ہموار ہونا، پہاڑ، سمندر، آبادیاں، لیل و نہار کی باضابطہ گردش، موسم کا اعتدال، دن و رات کا چھوٹا بڑا ہونا، بارش کا نزول، سمندروں اور ہواؤں کا مسخر ہونا، ہواؤں کا تنوع، ان سب کی انسان کے لیے تسخیر، ان سب میں دلائل عظیمہ و کثیرہ ہیں۔ صاحب عقل و فکر اس سے اللہ کی وحدانیت، قدرت و حکمت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں تو پھر اس قادر مطلق کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنانا کہاں کی عقل مندی ہے؟[23]

حافظ صلاح الدین یوسف اس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس لحاظ سے بڑی جامع ہے کہ کائنات کی تخلیق اور اس کے نظم و تدبیر کے متعلق سات اہم امور کا اس میں یکجا تذکرہ ہے جو کسی اور آیت میں نہیں۔[24] اس آیت مبارکہ کی تفسیر علامہ نعیم الدین مرادآبادی اور مولانا عبد الماجد دریابادی نے قدرے تفصیل سے بیان کی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی معبودیت و وحدانیت کو دلائل کے ساتھ ثابت کرتے ہیں۔ علامہ نعیم الدین فرماتے ہیں:

> "معبود برحق بالیقین واحد و یکتا ہے کیونکہ اگر اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود فرض کر لیا جاتا تو اس کو بھی ان مقدورات پر قادر ماننا پڑے گا اب دو حال سے خالی نہیں یا تو ایجاد و تاثیر میں دونوں متفق الارادہ ہوں گے یا نہ ہوں گے۔ اگر ہوں گے تو ایک ہی شے کے وجود میں دو مؤثروں کا تاثیر کرنا لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ اور اگر فرض کریں کہ تاثیر ان میں سے ایک کی ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور دوسرے کا عجز لازم آئے گا جو الہ ہونے کے منافی ہے اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ دونوں کے ارادے مختلف ہوتے تو تمانع و تطارد لازم آئے گا کہ ایک کسی شے کے وجود کا ارادہ کرے اور دوسرا اسی حال میں اس کے عدم کا تو وہ شے ایک ہی حال میں موجود و معدوم دونوں ہوں گی یا دونوں نہ ہوں گی یہ دونوں تقدیریں باطل ہیں۔ یا وہ چیز موجود ہو گی یا معدوم۔ اور اگر موجود ہو گی تو وجود کا ارادہ کرنے والا مجبور رہا اور الٰہ نہ رہا۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ الٰہ ایک ہی ہو سکتا ہے۔"[25]

"اسی طرح علامہ ماجدی نے بھی اللہ کی وحدانیت کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر اقوام باطلہ کی تردید کی ہے۔ جنہوں نے بے شمار دیوتا بنا رکھے ہیں۔ ان سب نشانیوں پر تفصیلی غور فرمانے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں کہ جاہلی اور غیر مومن قوموں کے فلسفے اور سائنس کا نقطہ نظر ہی غلط ہوتا ہے۔ اس کی اگر تصحیح ہو جائے اور ان علوم مادی کا مطالعہ اگر ایمانی نقطہ نظر سے شروع ہو جائے تو بجائے الحاد و تشکیک کے عرفان و ایقان کی راہیں روز بروز روشن تر ہوتی جائیں۔[26]

شان نزول کا بیان

آیات مبارکہ کے معنی و مدعا کو سمجھنے کے لیے اس کے شان نزول کا جاننا بھی ضروری ہوتا ہے۔ منتخب مفسرین کرام نے اپنی تفاسیر میں اس اسلوب کو کافی اپنایا ہے۔ جہاں کلامی آیات کو سمجھانا مقصود ہو وہاں اس انداز سے آیات کا فہم آسان بنایا۔ مثال کے طور پر: ﴿وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ١٦٣﴾[27]

اس آیت مبارکہ میں صاف طور پر خود اللہ کی طرف سے اس کی واحدانیت کی دلیل دی گئی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تمہارا معبود واحد ہے۔ منتخب مفسرین کرام نے بھی اس سے توحید کی دعوت ثابت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ معبود حقیقی سب کا ایک ہی ہے۔ اس میں تعداد کا احتمال نہیں۔ اس کے علاوہ کوئی خالق و مدبر نہیں وہ اپنی ذات، صفات اور افعال میں تنہا ہے۔ اس لیے عبادت کی تمام صورتیں اس کے ساتھ خاص ہیں۔[28]

علامہ عثمانی نے اس کی بخوبی وضاحت کی ہے:

> " یہ آقائی، بادشاہی، استادی یا پیری نہیں کہ ایک جگہ موافقت نہ آئی تو دوسری جگہ چلے گئے۔ یہ تو معبودی اور خدائی ہے نہ اس کے سوا کسی کو معبود بنا سکتے ہیں اور نہ کسی سے اس کے علاوہ خیر کی توقع کر سکتے ہو۔"[29]

" بعض مفسرین کرام نے اس آیت کا شان نزول بھی بیان فرمایا ہے کہ مشرکین مکہ نے کہا اپنے رب کی شان وصفت بیان فرمایئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ معبود صرف ایک ہی ہے الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔[30] اسی طرح دیگر مفسرین کرام نے بھی کفار مکہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یہ دعوت توحید مشرکین کے لیے ناقابل فہم تھی انہوں نے کہا اتنے سارے معبودوں کی جگہ ایک معبود کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ خدائے واحد کے ساتھ اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے خدا یا دیوتا تسلیم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دشمن کا دیوتا بھی دشمن ہوتا ہے۔ گویا خدا بھی جذبات واحساسات کے لحاظ سے انسان کا مثنّیٰ ہوتا تھا۔ اس آیت نے اس عقیدے کی تردید کی اور خدائے واحد بزرگ و برتر کی دلیل دی۔[31] علامہ عثمانی نے فرمایا کہ **لا الہ الا ھو** میں توحید ذات اور الرحمٰن الرحیم میں توحید صفات کی دلیل دی گئی ہے اور اسے ثابت کیا گیا ہے۔[32]

﴿قُلِ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۚ وَ لَا تَجۡہَرۡ بِصَلَاتِکَ وَ لَا تُخَافِتۡ بِہَا وَ ابۡتَغِ بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ﴾[33]

اس آیت مبارکہ کا تمام مفسرین کرام نے شانِ نزول بیان کیا ہے جس کے تحت اس کی تفسیر بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مشرکین عرب کے ہاں اسم ”اللہ“ کا استعمال زیادہ تھا۔ ”رحمٰن“ سے وہ لوگ نامانوس تھے۔ البتہ یہود کے ہاں اسم ”رحمٰن“ کا بکثرت استعمال تھا۔ مشرکین اللہ تعالیٰ پر اسم ”رحمٰن“ کا اطلاق کرنے سے وحشت کھاتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضورؐ نے دعا میں فرمایا یا اللہ، یا رحمٰن تو مشرکین یہ سن کر کہنے لگے کہ اس بے دین کی طرف دیکھو جو ہمیں دو معبودوں کو پکارنے سے منع کرتا ہے اور خود دو معبودوں کو پکارتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اچھے نام ہیں اسے جس نام سے چاہو پکارو۔ مقصود و مطلوب وہی رہے گا۔ یعنی یہ صرف دو نام ہیں۔ ہستی اور ذات ایک ہی ہے۔ لہٰذا فرمایا کہ صفات و اسماء کے تعدد سے ذات کا تعدد لازم نہیں آتا۔ عنوانات و تعبیرات کے تنوع سے معنون نہیں بدل جاتا۔[34] اس آیت مبارکہ کے تحت ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی فہرست دی ہے جسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔[35]

لفظی اور صرفی ونحوی وضاحت

منتخب مفسرین کرام نے آیات عقائد کے ضمن میں لفظی وضاحتیں کی ہیں اور صرفی ونحوی استدلالات بھی پیش کیے ہیں جس سے دراصل مقصود آیت مبارک کے اسرار ورموز کو کھول کر بیان کر دینا ہے۔ قرآن کی عربی زبان اپنے اندر بے انتہا بلاغت سموئے ہوئے ہے، لہذا منتخب مفسرین کرام نے اسی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے کلامی تعبیرات میں ان سے مدد لی ہے۔ مثال کے طور پر ﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾[36]

اس آیت مبارکہ کی وضاحت میں تمام منتخب مفسرین کرام نے کوئی تفصیل بیان نہیں کی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو تخلیق کیا ہے۔ مزید کوئی کلامی تعبیر نہیں بیان کی۔ صرف علامہ عبدالماجد دریابادی نے اس آیت مبارکہ پر دوسری تفاسیر کی روشنی میں تفصیلی بات کی ہے۔ سب سے پہلے لفظ بدیع کے معنی کو واضح کرتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی[37] اور علامہ ابن جریر[38] کے حوالے سے فرماتے ہیں:

> کہ بدیع یہاں مبدع کے معنوں میں ہے یعنی نیست سے ہست کرنا۔ عدم محض سے وجود میں لانا بغیر کسی مثال یا نمونہ کے اور بغیر کسی سابق مادہ یا ہیولیٰ کے۔ بدیع وہ ہے جو نہ کسی آلہ کا محتاج ہو نہ کسی مال مسالہ کا۔ نہ مقام و مکان کا پابند نہ زمان و وقت سے مقید۔ محتاج نہ کسی نمونہ کا، نہ استاد کا، وہ صناع ہے کاریگر نہیں اصلی و حقیقی معنی میں خالق اور موجد ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ علامہ صاحب اپنی تفسیر کی خاصیت یہاں بھی برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ دوسرے مذاہب باطلہ کی تردید کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ بدیع کا لفظ ان مشرک قوموں کی تردید کے لیے ہے جو خدا کو محض صانع کی حیثیت دیتے ہیں اور روح یا مادہ یا دونوں کو کسی نہ کسی درجہ میں اس کا شریک رکھتے ہیں۔ گویا مادہ پہلے سے موجود تھا وہ قدیم و غیر حادث ہے یا روح بھی اس کے ساتھ ساتھ قدیم و غیر حادث ہے۔ اب خدا نے صرف اتنا کیا کہ ایک اعلیٰ درجہ کے کیمسٹ کی طرح ان میں باہمی ترکیب و ترتیب سے نئی نئی صورتیں نمودار کر دیں۔ ابداع کا یہ لفظ سارے مشرکانہ تخیلات کی تردید کے لیے کافی ہے۔[39]

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ڏ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾[40] یہ سورت پوری کی پوری اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ثابت کرتی ہے۔ تمام منتخب مفسرین کرام نے ان آیات کی بہترین کلامی تعبیرات بیان کی ہیں۔ اسلوب کے لحاظ سے بھی بہترین اور دلائل کے لحاظ سے بھی بہترین۔ مختصر انداز میں مفصل بات کا خلاصہ پیش کر دیا جس سے توحید کی تمام اصولی باتوں کا لب لباب سامنے آجاتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ شرک کی تردید بھی ہو جاتی ہے۔ مفسرین کرام اس سورۃ کا خلاصہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ خدائے بزرگ و برتر ذات، صفات سب کے لحاظ سے واحد و یکتا ہے۔ ربوبیت و الوہیت میں صفات عظمت و کمال کے ساتھ موصوف ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اس کا کوئی مثل یا شریک نہیں۔ نہ اس کا کوئی مظہر یا اوتار ہے۔ علامہ ماجدی اور مولانا تقی عثمانی نے لفظ احد کی لغوی وضاحت بھی بیان کی ہے۔ مولانا تقی عثمانی نے اس لفظ کا ترجمہ ہی ہر لحاظ سے ایک کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

" صرف ایک کالفظ اس کے پورے معنی کو ظاہر نہیں کرتا۔ ہر لحاظ سے ایک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات اس طرح ایک ہے کہ اس کے نہ اجزاء ہیں نہ حصے ہیں اور نہ اس کی صفات کسی اور میں پائی جاتی ہیں۔ وہ اپنی ذات میں بھی ایک ہے اور اپنی صفات میں بھی"[41]

"اسی طرح علامہ ماجدی فرماتے ہیں: "اہل لغت کا بیان اس باب میں بالکل واضح و صریح ہے کہ یہ اسم صرف ذات حق کے ساتھ مخصوص ہے اور صفت احدیت صرف اسی کے حق میں آسکتی ہے۔"[42]

گویا مفسرین کرام کے مطابق اللہ ایک ہے جس کی ذات میں کسی قسم کی کثرت کی گنجائش نہیں۔ نہ اس کا کوئی مقابل ہے اور نہ مشابہ۔ وہ کسی کا کسی لحاظ سے محتاج نہیں ہے سب اس کے محتاج ہیں۔[43] علامہ شبیر احمد عثمانی کے مطابق:"اس آیت مبارکہ سے مجوسیوں کے عقیدہ کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ خالق دو ہیں خیر کا خالق یزدان اور شر کا خالق اہرمن۔ نیز ہنود کی بھی تردید ہوتی ہے جو تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو خدائی میں حصہ دار ٹھہراتے ہیں۔ اسی طرح آریوں کے عقیدہ مادہ وروح کی تردید بھی ہوئی کیونکہ ان کے اصول کے موافق اللہ تو عالم کے بنانے میں ان دونوں کا محتاج ہے جبکہ یہ دونوں خود اپنے وجود میں اللہ کے محتاج نہیں۔"[44] "اس چیز کا اظہار آیت میں موجود لفظ "الصمد" سے ہوتا ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہی ہے جو مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی قائم ہے۔ علامہ ماجدی نے بھی اس لفظ کے تحت آریہ سماجی شرک کی تردید کی ہے۔[45] یہاں منتخب مفسرین کرام کی تفسیر وترجمہ میں ایک فرق نظر آتا ہے۔ وہ یہ کہ تمام مفسرین کرام نے اللہ الصمد کا ترجمہ کیا ہے "اللہ بے نیاز ہے"

جبکہ مولانا تقی عثمانی نے ترجمہ میں یہ لفظ شامل نہیں کیا بلکہ لکھا ہے:

" اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اور اس کی وضاحت وہ حاشیہ میں دیتے ہیں کہ اس لفظ کا مفہوم اردو کے کسی ایک لفظ سے ادا نہیں ہو سکتا۔ عربی میں لفظ صمد کا مطلب یہ ہے کہ جس سے سب لوگ اپنی مشکلات میں مدد لینے کے لیے رجوع کرتے ہوں اور سب اس کے محتاج ہوں اور وہ خود کسی کا محتاج نہ ہو۔ عام طور سے اختصار کے پیش نظر اس لفظ کا ترجمہ "بے نیاز" کیا جاتا ہے لیکن وہ اس کے صرف ایک پہلو کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے لیکن یہ پہلو اس میں نہیں آتا کہ سب اس کے محتاج ہیں۔ اس لیے یہاں ایک لفظ سے ترجمہ کرنے کے بجائے اس کا پورا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔"[46]

پھر اگلی آیت مبارکہ میں حکم ہوا کہ نہ اس کے کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اس کی تفسیر میں تمام منتخب مفسرین کرام کے مطابق عیسائیوں کی تردید ہوتی ہے جو حضرت مسیحؑ کو یا حضرت عزیرؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور مشرکین کی بھی تردید ہوتی ہے جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور بہت سے دیوتاؤں کو خدازادے کہتے ہیں۔[47] لہٰذا یہ سورت مبارکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے بے مثل و بے نظیر ہونے کو ثابت کرتی ہے۔ یہ شان توحید کی جامع سورت ہے۔ جس کی فضیلت پر بھی مفسرین کرام نے لکھا ہے۔ اس کی ترتیب کے حوالے سے ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی خوب حکمت بیان فرماتے ہیں:

"واضح رہے کہ کلام پاک کی وہ ترتیب جس طرح وہ لوح محفوظ پر محفوظ ہے اور جس طرح رسولؐ اللہ کے ذریعہ انسانیت کو عطا ہوا، تعلیمی ترتیب ہے۔ تنزیلی ترتیب نہیں۔ وحی الٰہی کا نزول حالات کے تحت تھوڑا تھوڑا اس طرح ہوا کہ ایک بات موقع و محل کے اعتبار سے اچھی طرح سمجھ میں آجائے لیکن تعلیمی ترتیب میں اس کو اس مقام پر جگہ دی گئی ہے جہاں انسانیت کی سیرت کی تشکیل کے اعتبار سے اسے ہونا چاہیے۔ اسی لیے اس تعلیمی ترتیب میں سورۂ اخلاص کو آخر میں جگہ دی گئی کہ یہی فکر انسانی کا مقصد اور منتہا ہے۔"[48]

عقائد باطلہ کی تردید

منتخب مفسرین کرام نے اپنے وقت کے باطلانہ روش پر قائم فرقوں اور گروہوں کی مدلل اور پر اثر انداز میں تردید کی ہے، جو کہ کلامی تعبیرات کا اصل مدعا و مقصد ہوتا ہے۔ ﴿لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝﴾[49]

اس آیت مبارکہ میں شرک باللہ کی تردید کی گئی ہے اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ تمام مفسرین کرام نے بالاتفاق یہی تفسیر بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ سے اولاد کی نفی کی ہے۔ نہ فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں اور نہ عزیر و عیسیٰ اس کے بیٹے۔ یہاں مشرکین اور نصاریٰ کے باطل عقائد کا رد ہوتا ہے۔ کہا گیا کہ اگر بالفرض اللہ کسی کو اپنی اولاد بنانا چاہتا تو وہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا اختیار کرتا نہ کہ ان جاہل مشرکوں پر چھوڑ دیتا کہ جسے چاہیں بنالیں۔ لہٰذا آیت کریمہ اس کی تردید کرتی ہے اور یہ بیان کرتی ہے کہ وہ واقعتہً ایک اور یکتا ہے۔ چونکہ کوئی اس جیسا غلبہ اور قوت والا نہیں لہٰذا کسی میں یہ صلاحیت نہیں کہ اس کا شریک بن سکے۔[50] مولانا تقی عثمانی اور شیخ محمد عبدہٗ نے اس کی وضاحت نہیں کی۔

﴿اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝﴾[51]

اس آیت مبارکہ میں منتخب مفسرین کرام نے اللہ تعالیٰ کو معبود برحق ثابت کیا ہے اور وہ قادر مطلق ایسی واحد ہستی ہے جس کے ساتھ کوئی دوسرا لائق عبادت نہیں۔ یعنی اس خدائے واحد کا نہ کوئی ذات میں شریک ہے، نہ صفات میں اور نہ افعال میں۔ زیادہ تر مفسرین کرام نے اس آیت مبارکہ میں آنے والی اللہ تعالیٰ کی دو صفات کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی ذات کو واحد ثابت کیا ہے۔ وہ ہیں الحی اور القیوم۔ یعنی وہ ازل سے زندہ ہے اور ابد تک رہے گا۔ اور ساری کائنات کا وہ محافظ اور نگران ہے، قائم رکھنے والا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان مفسرین کرام نے اس آیت مبارکہ کے ذریعے سے عیسائیوں کے عقیدہ ابنیت کی تردید کی ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا یا خود الٰہ مانتے ہیں تو اس کی تردید کی جارہی ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے لہٰذا اللہ اگر فنا ہونے والی ہستی نہیں تو حضرت عیسیٰؑ پر کیسے موت آئے گی؟ اور عیسائیوں کے بقول وہ موت سے ہمکنار ہو چکے۔ لہٰذا وہ کیسے بیٹے ہو سکتے ہیں یا خود معبود۔[52]

ان مفسرین کرام میں سے دو منتخب مفسرین کرام نے اس آیت کا شان نزول ایک بہت تفصیلی واقعہ بیان کیا ہے جو نجران کے عیسائیوں کے ساتھ حضورؐ کا مناظرہ تھا۔ ان عیسائیوں کا حضورؐ کی خدمت میں پیش ہونا اور آپؐ سے مختلف فیہ سوال کرنا اور پھر

حضورؑ کا ان کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا ثابت کرنا انہوں نے پوری تفصیل سے بیان کیا ہے جو دوسرے مفسرین نے نہیں کیا۔ انہوں نے صرف سرسری طور پر مسیحیوں کے اس عقیدے کا تذکرہ کرکے اس کی تردید کردی ہے۔ ان دونوں حضرات نے اس آیت مبارکہ کے ضمن میں مفصل مناظرہ کی گفتگو فرمائی ہے۔[53]

اس کے علاوہ بھی بے شمار آیات عقائد ہیں جن کی تفسیر میں سابقہ ادیان کے بے بنیاد اور من گھڑت عقائد کی تردید نظر آتی ہے۔

عصری کلامی اختلافات پر نظر

منتخب تفاسیر کی کلامی تعبیرات کا اہم خاصہ اپنے دور کے موجود گروہوں کی باطلانہ روش کی نشاندہی اور ان کا تدارک کرنا ہے۔

﴿اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَاۗىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ۭ60 اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ۭ61 اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْۗءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَـفَاۗءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ۭ62 اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ۭ63 اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ڣ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝66﴾[54]

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت مطلقہ کی مثالیں دی ہیں اور مشرکین مکہ سے سوال کیا ہے کہ بتاؤ ان سب چیزوں کو کس نے پیدا کیا؟ یہ نعمتیں کس نے دیں؟ اور پھر اس کے ذریعے سے نتیجتاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ثابت کیا ہے۔ توحید باری تعالیٰ کے استدلال پر یہ آیات کریمہ بہت اہم ہیں اور بنیادی ہیں۔ ان آیات میں ان تمام سمتوں کا تذکرہ آجاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی الگ اور ممتاز حیثیت سے موجود ہے، کوئی دوسرا اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ منتخب مفسرین کرام نے ان آیات مبارکہ کی تفسیر بڑے سہل، عام فہم انداز میں بیان کی ہے۔ تفصیل موجود ہے مگر اس قدر کہ پڑھنے والے کو اکتاہٹ نہ ہو اور مختصر جملہ میں مدعا سمجھ سکے۔ تفسیری حواشی کا یہی بنیادی کام ہے کہ قارئین کو مختصر اور سہل انداز سے وضاحت دینا کہ وہ قرآن کریم پر شرح صدر حاصل کرسکیں۔ تمام مفسرین کرام نے اسی مقصد کے پیش نظر ان آیات مبارکہ کی وضاحت کی ہے۔ یہ آیت مبارکہ دلائل توحید پر مشتمل ہے۔ سوالیہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ انہیں میں ایک سوال یہ کیا گیا کہ جب انسان کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے، کسی مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے یا کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے یا کسی ظالم کے ظلم سے تنگ ہوتا ہے تو بے تحاشا کس کو پکارتا ہے۔ اور کون ہے جو اس کی فریادرسی کرتا ہے۔ مشرکین عرب خود مانتے تھے کہ مصیبت کو ٹالنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔[55]

علامہ ماجدی فرماتے ہیں:

> کہ اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات خالقیت، ناظمیت و ربوبیت پر توجہ دلائی جاچکی ہے۔ اس آیت میں اس کی صفات کی فریادرسی اور تصرف تکوینی یاد دلائی جارہی ہے۔ پہلی آیتوں میں خطاب عام مشرکوں سے تھا۔ اس میں مخاطبت خصوصی مسیح پرستوں، مریم پرستوں اور ہر قسم کے روح پرستوں اور دہر پرستوں سے ہے۔ مطلب یہ کہ جب کبھی فریاد سنی جاتی ہے اور دعا قبول ہوتی ہے تو یہ اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے کسی اور کی طرف سے نہیں ہوتی۔[56]

یہاں اس مقام پر شیخ محمد عبدہٗ الفلاح نے پیر پرستی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کی تردید کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ تعجب ہے ان مسلمانوں پر جو توحید کا دعویٰ کرتے ہیں مگر مصیبت تک میں اللہ کو نہیں پکارتے۔ بلکہ "یارسول اللہ ﷺ" یا "یاغوث الاعظم" کا نعرہ لگاتے ہیں۔[57] پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نائب بنایا۔ یعنی ان کی نسلوں کو زمین کا وارث بنایا۔ ایک نسل کی جگہ دوسری نسل پیدا کر دیتا ہے۔ ورنہ اگر وہ سب کو ایک ہی وقت میں وجود بخش دیتا تو زمین بھی تنگ دامانی کا شکوہ کرتی۔ اکتساب معیشت میں بھی دشواریاں پیدا ہوتیں۔ لہٰذا یکے بعد دیگرے انسان کو پیدا کرنا اسی کی کمال مہربانی ہے۔ یہ سب اللہ ہی ہے جو کرتا ہے لہٰذا اے مشرکین مکہ تم کیوں اسے چھوڑ کر معبودان باطل کے سامنے سربسجود ہوتے ہو؟[58] ﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾[59]

اس آیت مبارکہ میں مشرکین مکہ کی ایک قبیح صفت بیان کی ہے ان کے شرک کا نتیجہ ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں تو ان کے دل سخت ترین تنگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جن کا اثر ان کے چہروں پر بھی ہوتا ہے اور جب ان کے جھوٹے معبودوں یعنی بتوں کا نام لیا جائے تو خوشی سے ان کے چہرے پر رونق ہو جاتے ہیں۔[60]

ڈاکٹر لقمان السلفی اور علامہ نعیم الدین مرادآبادی نے آیت کی بس یہی تفسیر بیان کی ہے جبکہ دیگر مفسرین کرام نے اس آیت سے عصری صورتحال پر بھی تبصرہ کیا ہے کہ افسوس یہی حال آج بہت سے نام نہاد مسلمانوں کا ہے۔ جو اولیاء پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں۔ اگر خدائے واحد کی قدرت وعظمت کا ذکر آئے تو ان کے دل کھنچ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ضرور اولیاء اللہ کا منکر ہے لیکن اگر پیروں فقیروں، اولیاء اللہ کے من گھڑت قصے سنائے جائیں تو گویا ان کے چہرے کھل پڑتے ہیں۔ یعنی بہت کثرت سے ایسے لوگ ہیں جو مصیبت کے وقت ان اولیاء اللہ کے نام کی صدائیں لگاتے رہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انہیں اصل محبت اور دلچسپی اللہ تعالیٰ سے نہیں بلکہ اپنے ان اولیاء سے ہے۔[61]

حافظ صلاح الدین یوسف اس حوالے سے فرماتے ہیں:

> "جب "یاعلی مدد" یا "یا رسول اللہ مدد" کہا جائے اسی طرح دیگر فوت شدگان استمداد و استغاثہ کیا جائے مثلاً "یا شیخ عبدالقادر شیئًا للہ" وغیرہ تو پھر ان کے دلوں کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں۔"[62]

گویا ان مفسرین کرام کے مطابق صرف اللہ سے مدد مانگی جائے اس کے سوا کسی اور کا نام لینا ناجائز ہے۔

خلاصہ بحث

منتخب مفسرین کرام نے آیات عقائد کے تحت مختصراً مگر مدلل وضاحت بیان کی ہے۔ آیات مبارکہ کی تفسیر میں علم الکلام کی تفصیلی بحثوں میں نہیں گئے بلکہ صرف بنیادی وضاحت پر اکتفا کیا ہے جو کہ حواشی تفاسیر کا اسلوب ہے۔ کافی وشافی تفسیر بیان کی ہے جو عامۃ الناس کے لئے مفید ہے اور اہل علم کے لیے بھی۔ لہذا منتخب تفاسیر آیات عقائد کے ضمن میں اس مجموعی رجحان میں بھی تنوع کے حامل ہیں۔ منتخب مفسرین عظام مختلف انداز میں بات کرتے نظر آتے ہیں۔ بعض تفسیری حواشی کے فوائد کو مد نظر رکھتے ہوئے مختصر تشریح پر اکتفا کرتے ہیں، بعض سرسری بات کر کے گزر جاتے ہیں اور بعض تفصیل سے آیت کے ہر پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے مدلل بحث کرتے ہیں۔ گویا ہر مفسر عقائد پر بات اگرچہ ایک دوسرے سے مختلف انداز میں کرتا ہے مگر حاصل اور نتیجہ ایک ہی ہے کہ اللہ تعالی قادر مطلق و کل ہے، واحد ہے اور ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ علامہ ماجدی نے سب سے زیادہ آیات عقائد کی کلامی تعبیرات تفصیل سے بیان کی ہیں۔ ان کی تفسیر کا خاصہ ہی تقابل ادیان ہے لہذا وہ جابجا عقائد الوہیت کا اثبات اور سابقہ ادیان کی تردید کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے ساتھ علامہ عثمانی، نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا تقی عثمانی کا نام دیگر سے نمایاں نظر آتا ہے۔ جہاں تک منتخب مفسرین کے اسلوب کا تعلق ہے تو ان تفاسیر میں نقلی دلائل کے ساتھ عقلی دلائل بھی ملتے ہیں۔ جہاں کہیں ضرورت ہو تو تائید کے لیے احادیث بھی بیان کی ہیں اور شان نزول بھی بیان کرتے ہوئے تشریح کی ہے۔ آیات میں مخصوص الفاظ کی صرفی و نحوی وضاحت بھی فرماتے ہیں۔ کسی آیت کی تفسیر مکمل اتفاقی ہے اور کہیں تعبیرات کے ایک دوسرے سے مختلف پہلو بیان کرتے ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر ایک خوبصورت پہلو یہ ہے کہ جہاں آیت کی تعبیر میں ضرورت ہوئی، وہاں عصری صورتحال پر بھی تبصرہ کرتے ہیں۔ معاشرے کی برائیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے عقائد صحیحہ کی رغبت دلاتے ہیں۔ گویا منتخب مختصر تفاسیر حقیقی طور پر عامۃ الناس کے لیے قرآن پاک کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں کیونکہ وہ تفصیلی اور اختلافی بحثوں میں پڑنے کی بجائے ایک حتمی نتیجہ سامنے رکھتے ہیں اور پوری امت کو اعمال سئیہ سے ہٹا کر اعمال حسنہ کی ترغیب دیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1]صدر الدین اصلاحی، **اسلام ایک نظر میں**(لاہور: اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، ۱۹۶۶ام)، ۳۰

ṣadar aldīn īṣlāḥī, *īslām aik naẓar main*(lāhore:īslamic publications limited,1966)30

[2]حاجی خلیفہ، **مقدمہ ابن خلدون**(بیروت: دار الفکر، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۳ء)، ۴۴۰

ḥājī khalīfah,*muqaddamah ībn khaldūn*(Beirūt:dār alfikar,1423/2003)440

[3]العنکبوت۲۹:۴۶

Al’ankabūt29:46

[4]عثمانی، شبیر احمد، **تفسیر عثمانی**(کراچی: تاج کمپنی لمیٹڈ، س۔ن)، ۵۳۶**؛** عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**(لاہور: پاک کمپنی، س۔ن)، ۸۰۹؛ **محمد** لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیان القرآن**(لاہور: دار الکتاب والسنہ، 2015)، ۲/ ۱۱۲۹

shabīr aḥmad ‘uthmāni *,tafsīr ‘uthmāni,*536; mājdī,’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*(lahore: pak campany,n.d), l,809**;**muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān*(lāhore: dār alkitāb alsunnah, 2015),2/1129

[5]**محمد** عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی** (لاہور: شیخ محمد ناشران قرآن مجید، س۔ن) ، ۴۸۱؛ صلاح الدین یوسف، **احسن البیان** (لاہور: مکتبہ دار السلام، س۔ن)، ۶۵۵

Muhammad ‘abduhu alfalaḥ, *Ashraf alḥawāshī* (lāhore: sheikh muḥammad nāshran qurān majid,n.d),481; ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*(lāhore:maktabah dār alislām, n.d),655

[6]بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**(ریاض؛ دار اسلام، ۲۰۰۰)، کتاب تفسیر القرآن، **باب قولوا آمنا باللہ**...، ح:۴۴۸۵

Bukhārī,abū ‘abd allah muḥammad bin īsmā’īl,*ṣaḥīḥ bukhārī***,**kitāb tafsīr alqurān,bāb:qūlū āmannā billah,no:4485

[7]**محمد** عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**، ۴۸۱؛ نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان** (لاہور: قدرت اللہ کمپنی، س۔ن)، ۸۵۵؛ **محمد** لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیان القرآن**، ۲/ ۱۱۲۹

muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*,481;na’im aldin murād ābādi,*khazāīn al’irfān* (lāhore: qudrat allah company,n.d)**,** 855*;*muḥammad luqmān alsalfi, *taisīr alraḥmān libiyān alqurān*, 2/1129

[8]البقرہ۲:۲۹

Albaqarah2:29

[9]**محمد** عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**، ۷؛ صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**، ۱۴

muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*, 7; *aḥsan albiyān***,**14

[10]**محمد** لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیان القرآن**، ۱/ ۳۰

muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān***,**1/30

[11]عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**، ۱۵

*tafsīr mājdī***,**15

[12] صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**، ۱۴

ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,14

[13] عبدالماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**، ۱۵ بحوالہ الرازی، **تفسیر کبیر** (بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۴۲۰ھ)، ۲/۳۸۱

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,15 baḥawālah alrāzī,*tafsīr kabīr*(Beirūt:dār aḥya’ alturāth,1420),2/381

[14] عبدالماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**، ۱۵؛ صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**، ۱۴؛ **محمد** عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**، ۷؛ **محمد** لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیان القرآن**، ۱/30

ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,14;muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*,7;muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān*,1/30’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,15;,

[15] نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**، ۸

na’im aldin murād ābādi,*khazāīn al’irfān*,8

[16] عبدالماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**، ۱۴

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,14

[17] الانبیاء۲۱:۲۲

Alanbiyā’21:22

[18] عبدالماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**، ۶۶۰؛ نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**، ۴۱۹؛ صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**، ۵۲۸؛ شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**، ۴۳۱؛ محمد لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیان القرآن**، ۱/۹۲۲؛ محمد عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**، ۳۸۸؛ مولانا تقی عثمانی، توضیح القرآن (**آسان ترجمہ قرآن**) (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2014)، ۶۴۱

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,66na’im aldin murād ābādi,*khazāīn al’irfān*,419;ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,528; shabīr aḥmad ‘uthmāni ,*tafsīr ‘uthmāni*,43;muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān*,1/922;muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*,388;taqi ‘uthmāni,maulānā,*tauẓiḥ alqurān(Āsān tarjamah qurān)*(karāchi:maktabah m’ārif alqurān,2014),641

[19] **محمد** عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**، ۳۸۸؛ عبدالماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**، ۶۶۰

muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*ashraf alḥawāshī*,388;’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,660

[20] مولانا تقی عثمانی، **آسان ترجمہ قرآن**، ۶۴۱

taqi ‘uthmāni,*Āsān tarjamah qurān*,641

[21] عبدالماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی** ۶۶۰

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,660

[22] البقرہ۲:۱۶۴

Albaqarah2:146

[23] صلاح الدین یوسف،**احسن البیان** ،۴۳؛ شبیر احمد عثمانی ، **تفسیر عثمانی** ،۳۱؛ محمد لقمان سلفی،**تیسیر الرحمن لبیان القرآن** ،۱/۹۰؛ عبدالماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**،۶۱؛ حامد حسن بلگرامی، **فیوض القرآن**(لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ،1989)،۱/۵۶؛ محمد عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**،۳۱؛ نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**،۸۰۷؛ مولانا تقی عثمانی، **آسان ترجمہ قرآن**،،۸۹

ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,43; shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,31;muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān*,1/90**;**’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,61; ḥāmid ḥasan bilgrāmi,*fayūḍ alqurān*(lāhore:fairoz sons limited,1989),1/56;muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*,31;na’im aldin murād ābādi, *khazāīn al’irfān*,807;taqi ‘uthmāni,*Āsān tarjamah qurān*,89

[24] صلاح الدین یوسف،**احسن البیان**،۴۳

ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,43

[25] نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**،۸۰۷

na’im aldin murād ābādi,*khazāīn al’irfān*,807

[26] عبدالماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**۶۳

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,63

[27] البقرہ۲:۱۶۳

Albaqarah2:163

[28] شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۳۰؛ محمد لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیانالقرآن**،۱/۸۹؛ صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**،۴۳؛ حامد حسن بلگرامی، **فیوض القرآن**،۱/۵۵

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,30;muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān*,1/89;ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,43;ḥāmid ḥasan bilgrāmi, *fayūz alqurān*,1/55

[29] شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۳۰

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,30

[30] نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**،۸۰۷

na’im aldin murād ābādi,*khazāīn al’irfān*,807

[31] صلاح الدین یوسف،**احسن البیان**،۴۳؛ عبدالماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**،۶۱

ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,43;’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,61

[32] شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۳۱

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,31

[33] بنی اسرائیل۱۷:۱۱۰

Banī īsrā’īl 17:110

[34]عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**، ۶۰۰؛ شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۳۹۱؛ نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**، ۳۸۰؛ مولانا تقی عثمانی، **آسان ترجمہ قرآن**، ۵۷۷؛ محمد لقمان سلفی ،**تیسیر الرحمن لبیان القرآن**، ۱/ ۸۳۱؛ محمد عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**، ۳۵۲؛ صلاح الدین یوسف، احسن البیان، ۴۷۹

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,600; shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,391;na’im aldin murād ābādi,*khazāīn al’irfān*,380;taqi ‘uthmāni,*Āsān tarjamah qurān*,577;muḥammad luqmān alsalfi, *taisīr alraḥmān libiyān alqurān*,1/831;muḥammad ‘abduhu alfalāḥ, *Ashraf alḥawāshī*,352;ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,352

[35]حامد حسن بلگرامی، **فیوض القرآن**، ۱/ ۶۷۳

ḥāmid ḥasan bilgrāmi,*Fayūḍ alqurān*,1/673

[36]البقرہ ۲: ۱۱۷

Albaqarah 2:117

[37]راغب اصفہانی، **المفردات فی غریب القرآن**(بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2002)، ۴۳

Rāghib aṣfahani, *almufridāt fi gharib alqurān*(beirut: dār aḥyā’ alturāth alarabi,2002),43

[38]الطبری، محمد بن جریر، **جامع البیان عن تاویل ای القرآن**(بیروت: دار احیاء التراث العربی، س۔ن)، ۲/ ۵۴۱

Altabri, muḥammad bin jarir,*jame’ albiyan ‘an tāwil aai alqurān*(beirut:dār ahḥā’ alturāth alarabi,n.d),2/541

[39]عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**، ۴۶

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,42

[40]الاخلاص ۱۱۲: ۱۔۴

alakhlāṣ 112:1-4

[41]مولانا تقی عثمانی، **آسان ترجمہ القران**، ۱۲۲۲

taqi ‘uthmāni,*Āsān tarjamah qurān*,1222

[42]عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی** ۱۲۱۴

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,1214

[43]شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**، ۸۰۷؛ عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**، ۱۲۱۴؛ **آسان ترجمہ القران**، ۱۲۲۲؛ محمد لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیان القرآن**، ۲/ ۱۷۸۱؛ نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**، ۷۹۲؛ محمد عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**، ۷۱۹؛ صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**، ۹۹۵؛ حامد حسن بلگرامی، **فیوض القرآن**، ۲/ ۱۵۰۷

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,807’abd almājid driyābādī,; *tafsīr mājdī*,1214;taqi ‘uthmāni,*Āsān tarjamah qurān*,1222;muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān*,2/1781;na’im aldin murād ābādi,*khazāīn al’irfān*,792;muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*,719;ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,995; ḥāmid ḥasan bilgrāmi,*fayūz alqurān*,2/1507

[44]شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۸۰۷

shabīr aḥmad ‘uthmāni,tafsīr ‘uthmāni,807

[45]عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**،1214

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,1214

[46]مولانا تقی عثمانی، **آسان ترجمہ القران**،۱۲۲۲

taqi ‘uthmāni,*Āsān tarjamah qurān*, 1222

[47]شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۸۰۷؛ عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**،۱۲۱۴؛ محمد عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**،۷۱۹؛ صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**،۹۹۵؛ مولانا تقی عثمانی، **آسان ترجمہ القران**،۱۲۲۲

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,807;’abd almājid driyābādī, *tafsīr mājdī*,1214;muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*,719;ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,719;taqi ‘uthmāni, *Āsān tarjamah qurān*,1222

[48]حامد حسن بلگرامی، **فیوض القرآن**،۲/۱۵۰۷

ḥāmid ḥasan bilgrāmi,*Fayūḍ alqurān*,2/1507

[49]الزمر ۳۹:۴

Alzumar 4:39

[50]شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۶۱۰؛ عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**،۹۱۸؛ محمد لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیان القرآن**،۲/۱۲۹۰؛ نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**،۵۹۵؛ اصلاح الدین یوسف، **احسن البیان**،۷۵۰

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,807;’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,1214;muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān*,2/1290;na’im aldin murād ābādi, *khazāīn al’irfān*,595;ṣalāḥ aldin yousaf, *aḥsan albiyān*,750

[51]آل عمران ۳:۲

Ālay ‘imrān2:3

[52]شبیر احمد عثمانی ، **تفسیر عثمانی** ،۶۳؛ صلاح الدین یوسف، **احسن البیان** ،۸۳، ۸۴؛ عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی** ،۱۲۱؛ نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**،۶۳

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,63;ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,83,84;’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,121;na’im aldin murād ābādi,*khazāīn al’irfān*,63

[53]شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۶۳؛ نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**،۶۳

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,63;na’im aldin murād ābādi,*khazāīn al’irfān*,63

[54]النمل ۲۷:۶۰-۶۶

Alnamal27:60-66

[55]شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۵۰۹؛عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**،۷۷۳؛ محمد لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیان القرآن**،۲/۱۰۸۴؛صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**،۶۲۴؛ محمد عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**،۴۵۷؛نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**،۴۹۵

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,509;’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,773;muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān*,2/1084;ṣalāḥ aldin yousaf, aḥsan albiyān,624;muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*,457;na’im aldin murād ābādi,*Khazīn al’irfān*,495

[56]عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**،۷۷۳

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,773

[57]محمد عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**،۴۵۷

muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*,457

[58]شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۵۰۹؛صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**،۶۲۴؛ محمد لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیان القرآن**،۲/۱۰۸۴؛ محمد عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**،۴۵۷؛نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**،۴۹۵

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthmāni*,509;ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,624;muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān*,2/1084;muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*,457;na’im aldin murād ābādi,*khazāīn al’irfān*,495

[59]الزمر ۳۹:۴۵

Alzumar39:45

[60]شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۶۱۷؛ محمد لقمان سلفی، **تیسیر الرحمن لبیان القرآن**،۲/۱۳۰۲؛نعیم الدین مراد آبادی، **خزائن العرفان**،۶۰۰

shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthm āni*,617;muḥammad luqmān alsalfi,*taisīr alraḥmān libiyān alqurān*,2/1302;na’im aldin murād ābādi,*Khazīn al’irfān*,600

[61]عبد الماجد دریابادی، **تفسیر ماجدی**،۹۲۸؛شبیر احمد عثمانی، **تفسیر عثمانی**،۶۱۷؛ محمد عبدہ الفلاح، **اشرف الحواشی**،۵۵۴؛صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**،۷۵۷

’abd almājid driyābādī,*tafsīr mājdī*,928; shabīr aḥmad ‘uthmāni,*tafsīr ‘uthm āni*,617; muḥammad ‘abduhu alfalāḥ,*Ashraf alḥawāshī*,554;ṣalāḥ aldin yousaf,*aḥsan albiyān*,757

[62]صلاح الدین یوسف، **احسن البیان**،۷۵۷

ṣalāḥ aldin yousaf, *aḥsan albiyān*,757